

انسان کی کامیابی کے لئے 'امر بالمعروف اور نہی عن المنکر' ضروری ہے

امر کے معنی ہیں ”حکم دینا“ اور معروف کے معنی ہیں ”نیکی یا اچھائی“، نہی کے معنی ہیں ”روکنا“ اور منکر کے معنی ہیں ”برائی“۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا مطلب ہے: ”اچھائیوں کا حکم کرنا اور برائیوں سے روکنا یعنی دعوت و تبلیغ کا کام کرنا“۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں امت مسلمہ کا اتفاق ہے کہ امت محمدیہ کے ہر فرد کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی ذات سے احکام شرعیہ پر عمل کر کے اپنی صلاحیت اور استطاعت کے بقدر دوسروں کو اچھائیوں کا حکم کرتا رہے اور اُن کو برائیوں سے روکتا رہے۔

کائنات کے آخری نبی حضور اکرم ﷺ خالق کائنات کا آخری پیغام انسانیت کے نام لے کر دنیا میں تشریف لائے اور آپ ﷺ کے نائب کی حیثیت سے آپ ﷺ کی امت کو اس پیغام کا حامل وداعی بنایا گیا، اور اس دعوتی ملت کے وجود و قیام و بقا کو اسلام کی دعوت اور جدوجہد کے ساتھ جوڑ دیا گیا۔ امت محمدیہ امت مبعوثہ ہے، جس کا مقصد دعوت الی الخیر، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے، آیات قرآنیہ واحادیث نبویہ اس حقیقت پر شاہد ہیں، چنانچہ فرمان الہی ہے: **كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُقِيمُونَ بِاللَّهِ (سورة آل عمران ۱۱۰)** (مسلمانو!) تم وہ بہترین امت ہو جو لوگوں کے فائدہ کے لئے وجود میں لائی گئی ہے۔ تم اچھائیوں کا حکم کرتے ہو، برائیوں سے روکتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو۔۔۔ مفسرین کا اتفاق ہے کہ اس امت کا بہترین اور خیر امت ہونا اس کے داعی ہونے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ذمہ داری انجام دینے کی وجہ سے ہے۔ علامہ ابن کثیرؒ اس آیت کی تفسیر میں امت مسلمہ کے خیر امت ہونے کے دلائل پر مشتمل متعدد روایات ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ یہ تمام احادیث (كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ) کی وضاحت کرتی ہیں اور یہ بتلاتی ہیں کہ جو شخص ان صفات سے متصف ہوگا وہی اس فضیلت کا مستحق ہوگا جیسا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص خیر امت ہونے کی فضیلت میں شامل ہونا چاہتا ہے اُس پر لازم ہے کہ اُن شرائط کو پورا کرے جو اس آیت میں بیان کی گئی ہیں یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا بھی اہتمام کرے۔ (تفسیر ابن کثیر)

غرضیکہ اپنی ذات سے دین پر چل کر اس امت کے ہر فرد پر مزید ایک ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اس بات کی کوشش و فکر کرے کہ گھر والے، محلہ والے، شہر والے، دوست و احباب اور متعلقین غرضیکہ انسانیت کا ہر فرد اللہ تعالیٰ کو مان کر اور اللہ تعالیٰ کی مان کر زندگی گزارنے والا بن جائے۔ اب سمجھنے کی بات یہ ہے کہ امت مسلمہ کے لئے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی ذمہ داری فرض عین ہے یا فرض کفایہ۔ سب سے پہلے یہ بات ذہن میں رکھیں کہ اس ذمہ داری کو انجام دینے کے دو طریقہ ہیں: ایک انفرادی دعوت و تبلیغ اور دوسرے اجتماعی دعوت و تبلیغ۔ انفرادی دعوت و تبلیغ کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص اپنی آنکھوں سے دوسرے شخص کو دیکھ رہا ہے کہ وہ فلاں گناہ کے اندر مبتلا ہے یا وہ شخص فلاں فرض مثلاً نماز کی ادائیگی نہیں کرتا ہے۔ انفرادی طور پر اُس شخص کو اس طرف متوجہ کرنا کہ وہ اس گناہ کو چھوڑ دے اور فرض ادا کرنے والا بن جائے، انفرادی دعوت و تبلیغ ہے۔ اگر اجتماعی طور پر لوگوں کی ہدایت کے لئے محنت کی جائے مثلاً وعظ و نصیحت کے لئے علماء کا بیان یا لوگوں کی ہدایت کے لئے عمومی محنت تو وہ اجتماعی دعوت و تبلیغ ہے۔ اجتماعی دعوت و تبلیغ فرض عین نہیں ہے بلکہ فرض کفایہ ہے، لیکن

انفرادی دعوت و تبلیغ فرض عین ہے۔ یعنی اگر کوئی شخص گناہ کبیرہ میں مبتلا ہے یا فرض مثلاً نماز کی ادائیگی میں کوتاہی کرتا ہے اور ہم اس کو اپنی بات پہنچا بھی سکتے ہیں تو استطاعت اور صلاحیت کے بقدر ہمارے اوپر فرض عین ہے کہ ہم اُس شخص کو سمجھائیں کہ وہ گناہ کبیرہ سے توبہ کرے اور فرض مثلاً نماز کی ادائیگی کرنے والا بن جائے۔

انفرادی دعوت و تبلیغ کے فرض عین ہونے کے دلائل:

اللہ تعالیٰ نیک بندوں کے اوصاف بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے: **وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ (سورة التوبة ۱۷)** مؤمن مرد اور مؤمن عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔ اچھی باتوں کا حکم کرتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ اس آیت اور اس سے قبل آیت میں اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا کہ سماج میں اچھی باتیں پھیلانا اور بری باتوں سے امت کو روکنا تقاضہ ایمان ہے، اس کے برخلاف بری باتوں کو پھیلانا اور اچھی باتوں سے لوگوں کو روکنا منافقین کا عمل ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کی صفات میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ذمہ داری کو نماز و روزہ بلکہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت سے بھی قبل ذکر کیا جس سے یقیناً اس کام کی اہمیت و تاکید معلوم ہوتی ہے۔ نیز قرآن کا اصول و ضابطہ ہے کہ عمومی طور پر مردوں کے صیغہ سے خطاب کیا جاتا ہے، خواتین ضمناً حکم میں شامل ہوتی ہیں، لیکن اس آیت میں امت مسلمہ کے لئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی خصوصی تاکید و اہمیت بتلانے کے لئے خواتین کا بھی وضاحت کے ساتھ ذکر کیا گیا تاکہ واضح طور پر معلوم ہو جائے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ذمہ داری مرد و عورت دونوں پر عائد ہے۔

قرآن کریم کی مختصر سی سورت (سورة العصر) میں اللہ تعالیٰ زمانہ کی قسم کھا کر ارشاد فرماتا ہے: **وَالْعَصْرِ. إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ. إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ.** قسم ہے زمانے کی کہ ہر انسان بڑے خسارے میں ہے، مگر وہ لوگ جو ایمان لائے، اور انہوں نے اچھے کام کئے۔ اور آپس میں تاکید کرتے رہے سچے دین کی۔ اور آپس میں تاکید کرتے رہے صبر و تحمل کی۔۔۔ انسانوں کو پیدا کرنے والے اللہ جل جلالہ کے فرمان سے معلوم ہوا ہر انسان بڑے خسارے اور نقصان میں ہے، اور اس خسارے سے صرف وہی لوگ بچ سکتے ہیں جن کے اندر چار صفات موجود ہوں۔ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان، اعمال صالحہ (یعنی نیک اعمال کرنا)، ایک دوسرے کو حق کی نصیحت کرنا اور صبر کی تلقین کرنا۔ دنیا و آخرت کے خسارے سے بچنے اور نفع عظیم حاصل کرنے کا یہ قرآنی نسخہ چار اجزاء سے مرکب ہے۔ جن میں سے دو کا تعلق اپنی اصلاح سے جبکہ دو کا تعلق دیگر افراد کی اصلاح سے ہے۔ غرضیکہ ہم اپنی ذات سے اللہ تعالیٰ کے احکام نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات کے مطابق بجالا کر ساتھ میں یہ کوشش اور فکر کریں کہ ہماری اولاد، ہمارے رشتے دار اور ہمارے پڑوسی سب اللہ کی مرضی کے مطابق اس دنیاوی فانی زندگی کو گزارنے والے بنیں تاکہ ہم سب بڑے خسارے سے بچ کر، ہمیشہ ہمیشہ کی کامیابی حاصل کرنے والے بن جائیں۔

اللہ تعالیٰ سورہ توبہ کی آیت نمبر ۱۱۲ میں مؤمنین کی صفات بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے: **(...الْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّاهُونَ عَنِ**

الْمُنْكَرِ....) وہ توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، حمد کرنے والے، روزہ رکھنے والے، رکوع اور سجدہ کرنے والے، نیک باتوں کا حکم کرنے والے اور برے کاموں سے روکنے والے اور اللہ تعالیٰ کی حدود کا خیال رکھنے والے ہیں۔ اور ایسے ہی مؤمنین کو آپ خوشخبری سنادیتے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا..... اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں جس پر سخت دل مضبوط فرشتے مقرر ہیں جنہیں جو حکم اللہ تعالیٰ دیتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے بلکہ جو حکم دیا جائے بجالاتے ہیں۔ (سورہ اتحریم ۶) اس آیت میں عام مؤمنین سے خطاب کیا گیا کہ اپنے ساتھ اپنے گھر والوں کو بھی جہنم کی آگ سے بچانے کی فکر کرو۔

نیز فرمان الہی ہے: قُلْ هَذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ عَلَى بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ (سورہ یوسف ۱۰۸) (اے پیغمبر!) کہہ دو کہ: یہ میرا راستہ ہے۔ میں بھی پوری بصیرت کے ساتھ اللہ کی طرف بلاتا ہوں اور جنہوں نے میری پیروی کی ہے وہ بھی، اور اللہ (ہر قسم کے شرک سے) پاک ہے، اور میں اُن لوگوں میں سے نہیں ہوں جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتے ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ مسلمانوں سے مخاطب ہو کر ارشاد فرماتا ہے: وَذَكَرْ فَإِنَّ الذِّكْرَ تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِينَ (سورہ الذاریات ۵۵) اور نصیحت کرتے رہو کیونکہ نصیحت ایمان والوں کو فائدہ دیتی ہے۔

اللہ تعالیٰ مؤمنین سے خطاب فرما کر ارشاد فرماتا ہے: تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ نِكِيٰ اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے کی مدد کرتے رہو۔ (سورہ المائدہ ۲) یعنی ایک دوسرے کو سمجھاتے رہو تاکہ سب کا دین اسلام پر چلنا آسان ہو جائے۔

انفرادی دعوت و تبلیغ کے فرض عین ہونے کے متعلق حضور اکرم ﷺ نے اس طرح بیان فرمایا: كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالْأَمِيرُ رَاعٍ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدُهُ.... تم میں سے ہر ایک ذمہ دار ہے اور اس کی ذمہ داری کے متعلق پوچھا جائے گا۔ امیر اپنی رعایا کا، مرد اپنے اہل و عیال کا، عورت اپنے شوہر کے گھر اور بچوں کی ذمہ دار ہے۔ (بخاری کتاب النکاح۔ باب المرأة راعية في بيت زوجها) اسی طرح فرمان نبی ﷺ ہے: مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ (مسلم۔ کتاب الایمان۔ باب بیان کون انہی عن المنکر من۔۔۔) تم میں سے جو کوئی کسی منکر کو دیکھے تو اس کو چاہئے کہ وہ اس کو اپنے ہاتھ (یا اثر و رسوخ) سے بدل (کر درست کر) دے، پس اگر وہ (کسی وجہ سے) ایسا نہ کر سکے تو زبان سے نکیر کر دے، اور اگر ایسا بھی نہ کر سکے تو (کم از کم) اپنے دل سے اُس منکر کو برا سمجھے، اور یہ (آخری صورت) سب سے کمزور ایمان والی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے نبی عن المنکر کے تین درجات بیان فرمائے۔ اپنے اثر و رسوخ اور طاقت کے ذریعہ برائی کو روکنا، اُس کی قدرت نہ ہونے پر زبان سے برائی کو روکنا اور اس کی بھی قدرت نہ ہونے پر کم از کم درجہ یہ ہے کہ اپنے دل سے اُس منکر کو برا سمجھے۔

اجتماعی دعوت و تبلیغ کے فرض کفایہ ہونے کے دلائل:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَلَتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (سورۃ آل عمران ۱۰۴) تمہارے درمیان ایک جماعت ایسی ہونی چاہئے جس کے افراد (لوگوں کو) بھلائی کی طرف بلائیں، اچھائیوں کا حکم کریں اور برائیوں سے روکیں۔ ایسے ہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔ اس آیت کی تفسیر میں مفسرین کی دورائیں ہیں، خلاصہ کلام یہ ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا کام مجموعی طور پر اگرچہ تمام مسلمانوں پر اپنی استطاعت اور صلاحیت کے بقدر واجب ہے، مگر ایک جماعت کا دعوت و تبلیغ کے کام کے لئے مختص اور موجود ہونا انتہائی ضروری ہے تاکہ یہ جماعت معاشرہ کی اصلاح کے لئے ہر وقت کام کرتی رہے۔

ترمذی اور **ابن ماجہ** کی حدیث میں حضور اکرم ﷺ کا ارشاد مذکور ہے: تم لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو، ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اوپر اپنی جانب سے عذاب نازل فرمادیں گے، پھر اس کے بعد تمہاری دعائیں تک قبول نہ ہوں گی۔ ان دنوں امت مسلمہ جن پریشانیوں سے دوچار ہے، اُن کے حل کے لئے متعدد اسباب اختیار کئے جا رہے ہیں، نیک لوگوں کی دعائیں بھی برابر ہو رہی ہیں مگر پھر بھی مسائل حل ہونے کے بجائے بڑھتے ہی جا رہے ہیں، اس کی متعدد وجوہات ہو سکتی ہیں، جن میں سے ایک اہم وجہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو چھوڑنا ہے، جس کی وجہ سے بڑے بڑے گناہ بھی مسلمانوں کی زندگی میں عام ہو گئے ہیں، مثلاً امت مسلمہ کا بڑا طبقہ ایمان کے بعد سب سے اہم فریضہ یعنی نماز کی پابندی کرنے کے لئے تیار نہیں ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں تقریباً ۷۰ مقامات پر نماز کا ذکر فرمایا ہے اور پوری انسانیت کے آخری نبی حضور اکرم ﷺ کی زندگی کا بڑا حصہ اسی فریضہ کو ادا کرنے میں لگا جیسا کہ سورۃ المزمل کی ابتدائی اور آخری آیات شاہد ہیں۔ نیز ان دنوں حصول مال کے لئے ایسی دوڑ شروع ہو گئی ہے کہ اکثر لوگ اس کا بھی اہتمام نہیں کرتے کہ مال حلال وسائل سے آ رہا ہے یا حرام وسائل سے، بلکہ کچھ لوگوں نے تو آب حرام وسائل کو مختلف نام دے کر اپنے لئے جائز سمجھنا شروع کر دیا ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے قرآن کریم کی آیت (لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَى لِسَانِ دَاوُدَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ، ذَلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ۔ سورۃ المائدہ ۷۸) تلاوت کرنے کے بعد فرمایا: خبردار! تم لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ اہتمام سے ادا کرتے رہو۔۔۔۔۔ ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے قلوب ایک دوسرے کے ساتھ خلط ملط کر دے گا، پھر تمہارے اوپر لعنت کی جائے گی جیسے بنی اسرائیل پر کی گئی تھی۔ (ابوداؤد۔ باب الامر والنہی)

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی اہمیت و فضیلت:

سورۃ النحل آیت ۹۰ میں اللہ تعالیٰ نے خود اپنے بارے میں فرمایا: إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ وہ اپنے بندوں کو اچھی باتوں کا حکم دیتا ہے اور بری باتوں سے منع کرتا ہے۔

سورۃ الاعراف آیت ۱۵۷ میں اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کے متعلق ارشاد فرمایا: يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ رسول اللہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا کام کرتے ہیں، غرضیکہ حضور اکرم ﷺ کی امتیازی صفت بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا ہے۔

یہ کتنی فضیلت اور اہمیت کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کا رسول خود اس اہم کام یعنی امر بالمعروف ونہی عن المنکر میں شامل ہیں۔
 امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی اہمیت و فضیلت اور تاکید بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ (سورۃ فصلت ۳۳) اُس شخص سے بہتر بات کس کی ہوگی جو اللہ کی طرف لوگوں کو بلائے اور نیک عمل کرے اور کہے کہ میں فرماں برداروں میں سے ہوں۔ غرضیکہ اللہ جلّ جلالہ کے اعلان کے مطابق دنیا میں سب سے بہتر بات وہ ہے جس کے ذریعہ اللہ کے بندوں کو اللہ کی طرف بلایا جائے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خیبر میں جھنڈا پیش کرتے ہوئے حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کی قسم! اگر تیری وجہ سے ایک شخص بھی ہدایت پا گیا تو تیرے لئے سرخ اونٹوں سے زیادہ بہتر ہے۔ (صحیح بخاری - باب مناقب علیؑ) سرخ اونٹ اُس زمانہ میں سب سے قیمتی چیز تھی، یعنی ایک شخص کا ہدایت یافتہ ہونا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔

دعوت و تبلیغ کے لئے علم کثیر کی ضرورت نہیں:

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ذمہ داری کو ادا کرنے کے لئے علم کثیر کی ضرورت نہیں بلکہ جو بھی انسان صحیح وسائل کے ذریعہ جانتا ہے اسے دوسروں کو پہنچانا چاہئے، جیسا کہ حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ کے فرمان سے معلوم ہوتا ہے: أَلَا لِيُبْلِغَ الشَّاهِدُ مِنْكُمْ الْغَائِبَ تم میں جو حاضر ہیں غائب تک (میرا پیغام) پہنچا دیں۔۔۔ حضور اکرم ﷺ کا قول (فَلْيُبْلِغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ) نقل کر کے اس کے متعلق حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اللہ کی قسم یہ کلمات حضور اکرم ﷺ کی اپنی امت کو وصیت تھی۔ (صحیح بخاری - باب خطبۃ ایام منی) نیز محسن انسانیت نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً (بخاری و ترمذی) دوسروں تک میری بات پہنچاؤ خواہ مجھ سے ایک آیت ہی (تم تک) پہنچی ہو۔

یقیناً امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے لئے کوئی خاص ڈگری ضروری نہیں ہے، لیکن احکام شرعیہ سے واقفیت کے بغیر بڑے بڑے مجموعوں سے مخاطب ہو کر وعظ و نصیحت کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ ذمہ داری ان علماء کرام کی ہے جنہوں نے زندگی کا قیمتی وقت لگا کر علوم قرآن و سنت سے واقفیت حاصل کی ہے۔ ہاں عوام الناس کو علماء کرام کی سرپرستی میں صرف انہی اعمال کی لوگوں کو دعوت دینی چاہئے جن کے متعلق انہیں معتبر ذرائع سے معلومات حاصل ہوئی ہیں۔ ان دنوں بعض حضرات نماز و روزہ کے مسائل سے واقفیت کے بغیر درس قرآن و درس حدیث دینا شروع کر دیتے ہیں اور مجموعوں سے مخاطب ہو کر وعظ و نصیحت کرتے ہیں اور اس کے لئے نئی ٹکنالوجی کا بھی استعمال کرتے ہیں۔ لہذا ہر شخص کو چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ڈر کے ساتھ اپنے علم و معرفت کے مطابق ہی دعوت و تبلیغ کی ذمہ داری کو انجام دے۔ درس قرآن یا درس حدیث کے نام سے اسی وقت دین اسلام کی خدمت کا سلسلہ شروع کریں جبکہ علماء کرام کی سرپرستی میں رہ کر علوم قرآن و سنت سے اچھی خاصی واقفیت حاصل کر لی ہو۔ لوگوں کو بھی چاہئے کہ ہر کسی شخص کے درس قرآن یا درس حدیث میں شریک نہ ہوں کیونکہ قرآن و حدیث کے احکام سے اچھی طرح واقفیت کے بغیر درس قرآن یا درس حدیث دینا فتنہ سے کم نہیں ہے جو آج کل آن لائن کی شکل میں بھی بہت نظر آرہے ہیں۔ کہنے کا حاصل یہ ہے کہ جس شخص کے پاس کما حقہ علم نہ ہو اس کو اجتماعی دعوت و تبلیغ نہیں کرنی چاہئے، بلکہ ایسے شخص کو انفرادی تبلیغ میں

بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہئے۔

حکمت، بصیرت اور نرم لہجے سے دعوت و تبلیغ کا کام کرنا چاہئے:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اذْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي أَحْسَنُ (سورۃ النحل ۱۲۵) اپنے رب کے راستے کی طرف لوگوں کو حکمت کے ساتھ اور خوش اسلوبی سے نصیحت کر کے دعوت دو۔ اور (اگر بحث کی نوبت آئے تو) ان سے بحث بھی ایسے طریقہ سے کرو جو بہترین ہو۔

فرمان الہی ہے: وَلَا تُجَادِلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ (سورۃ العنکبوت ۴۶) اور (مسلمانو!) اہل کتاب سے بحث نہ کرو، مگر ایسے طریقے سے جو بہترین ہو۔ البتہ جو ان میں سے زیادتی کریں، اُن کی بات اور ہے۔۔۔ یوں تو ہر فرد کو شائستگی کے ساتھ ہی اسلام کی طرف بلایا جائے گا، مگر اہل کتاب کے ساتھ خصوصی تاکید کی گئی ہے کیونکہ وہ فی الجملہ آسمانی کتابوں پر ایمان کے ساتھ جنت اور دوزخ کو تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن اگر اُن کی طرف سے بھی زیادتی ہو تو ترکی بہ ترکی جواب دیا جائے گا۔

فرمان الہی ہے: فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَىٰ (سورۃ طہ ۴۴) (دونوں فرعون کے پاس جاؤ، وہ حد سے آگے نکل چکا ہے) اور دونوں اُس سے نرمی سے بات کرنا، شاید وہ نصیحت قبول کر لے یا (اللہ سے) ڈر جائے۔۔۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بھائی کو حکم دیا گیا کہ فرعون جیسے ظالم انسان کے پاس جا کر اسے نرم لہجے میں سمجھاؤ شاید وہ نصیحت قبول کر کے اللہ تعالیٰ سے ڈر جائے۔

ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ صحابہ کرام کے ساتھ مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے۔ اتنے میں ایک دیہاتی شخص مسجد کے صحن میں پیشاب کرنے لگا۔ صحابہ کرام نے جب یہ دیکھا کہ وہ مسجد کے صحن میں پیشاب کر رہا ہے تو جلدی سے اس کی طرف دوڑے اور قریب تھا کہ اس پر ڈانٹ ڈپٹ شروع کر دیتے، اتنے میں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اس کا پیشاب بند مت کرو، جو کام کرنا تھا وہ اس نے کر لیا، اور پورا پیشاب کرنے دو، اس کو مت ڈانٹو“، اور فرمایا: ”لوگوں کے لئے میں خیر خواہی کرنے والا اور آسانی کرنے والا بنا کر بھیجا گیا ہوں، دشواری کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا، لہذا اب جا کر مسجد کو پانی کے ذریعہ صاف کر دو۔“ پھر آپ ﷺ نے اُس شخص کو بلا کر سمجھایا: ”یہ مسجد اللہ کا گھر ہے، اس قسم کے کاموں کے لئے نہیں ہے۔ تمہارا یہ عمل صحیح نہیں ہے، آئندہ ایسا مت کرنا۔“ (صحیح بخاری۔ کتاب الادب۔ باب رحمۃ الناس والبیہائم) اگر آج کوئی شخص ایسا کر دیتا تو ہم اس شخص کی بوٹی بوٹی کر دیتے، لیکن حضور اکرم ﷺ نے پہچان لیا کہ اس دیہاتی شخص نے ناواقفیت کی وجہ سے یہ غلطی کی ہے، لہذا آپ ﷺ نے ڈانٹنے کے بجائے اسے نرمی سے سمجھایا۔ انبیاء کرام نے بھی لوگوں کو سمجھانے کے لئے نرم لہجہ ہی اختیار کیا۔ اگر مخالف گالی دیتے تو انبیاء کرام اس کے جواب میں گالی نہیں دیتے تھے، بلکہ ان کو حکمت اور بصیرت کے ساتھ سمجھاتے تھے۔

دعوت و تبلیغ کا کام حکمت و بصیرت کے ساتھ کرنے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ عین اُس وقت جب کوئی شخص گناہ کے اندر مبتلا ہو، روک ٹوک کرنا بعض اوقات نقصان دہ ہوتا ہے، اس لئے اس وقت روک ٹوک نہ کریں، بلکہ بعد میں مناسب موقع پر حکمت و بصیرت کے ساتھ اُس کو سمجھائیں کہ جو تم عمل کر رہے تھے وہ اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے، اس سے محفوظ رہو۔ اسی طرح اگر کسی جگہ یہ اندیشہ ہو کہ سامنے

والامیری بات سننے اور ماننے کے بجائے شریعت کے حکم کی توہین کرے گا، وہاں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کریں بلکہ خاموش رہیں۔

ہماری دعوت و تبلیغ میں تاثیر کیسے پیدا ہو:

یقیناً ہم کسی ایک شخص کو بھی ہدایت نہیں دے سکتے، لیکن ہماری یہ کوشش ہونی چاہئے کہ ہم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی اہم ذمہ داری کو صحیح طریقہ سے انجام دیں، جس کے لئے چند بنیادی شرطیں ہیں: (۱) حق بات کی دعوت دی جائے، یعنی قرآن و حدیث اور علماء امت کے اقوال کی روشنی میں نیک اعمال کی طرف لوگوں کو بلائیں اور برائیوں سے روکیں۔ (۲) ہماری نیت صحیح ہو یعنی صرف اور صرف رضائے الہی کا حصول اور اعلاء کلمۃ اللہ ہمارا مقصد ہو۔ (۳) دعوت و تبلیغ کے لئے صحیح طریقہ اختیار کیا جائے۔ (۴) اخلاق کا اعلیٰ نمونہ پیش کیا جائے، انکساری اور تواضع کے ساتھ دوسروں کو دعوت دی جائے۔ غیر مسلموں کے درمیان دعوت و تبلیغ کرنے والے حضرات اس شرط کا خاص اہتمام کریں۔ (۵) کسی بھی عمل کی دعوت کے لئے خود بھی حتی الامکان اُس پر عمل پیرا ہوں۔ (۶) دعوت و تبلیغ کا کام کرنے میں جو بھی حالات آئیں اُن پر صبر کریں، کیونکہ دنیا کے وجود سے لے کر آج تک تاریخ شاہد ہے کہ دعوت و تبلیغ کا کام کرنے والوں حتیٰ کہ انبیاء کرام کو بھی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ (۷) اللہ تعالیٰ سے اپنی اور لوگوں کی ہدایت کے لئے خوب دعائیں کرتے رہیں۔ (۸) سنتوں پر عمل کریں۔

کیا دوسروں کو وعظ و نصیحت کرنے کے لئے عمل ضروری ہے؟

قرآن کریم کی آیت یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ (اے ایمان والو! وہ بات کیوں کہتے ہو جو تم کرتے نہیں ہو) سے بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کوئی عمل نہیں کرتا ہے تو وہ شخص اُس عمل کی دوسروں کو دعوت نہ دے، مثلاً ایک شخص شراب پیتا ہے تو وہ دوسروں کو شراب سے بچنے کی تلقین نہ کرے۔ لیکن آیت کا یہ مطلب لینا صحیح نہیں ہے، بلکہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جو کام تم نہیں کرتے ہو اُس کے متعلق مت کہا کرو کہ میں نے کیا ہے، مثلاً اگر تم نماز فجر جماعت کے ساتھ نہیں پڑھتے ہو تو دوسروں سے مت کہو کہ میں نماز فجر جماعت کے ساتھ پڑھتا ہوں، یا اگر تم نے حج نہیں کیا ہے تو تم لوگوں سے نہ کہو کہ میں نے حج کر لیا ہے۔ اسی طرح قرآن کریم کی دوسری آیت (اتَّامُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ) کا مطلب یہ ہے ”کیا تم دوسروں کو تو تلقین کرتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو“۔ لہذا جب تم دوسروں کو کسی عمل کی نصیحت کر رہے ہو تو خود بھی عمل کیا کرو۔ اس آیت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ چونکہ اس نیک کام پر تم عمل پیرا نہیں ہو، لہذا دوسروں کو اس عمل کی نصیحت نہ کرو۔ مثلاً ایک شخص حافظ قرآن یا عالم دین نہیں ہے لیکن اپنے بیٹے کو حافظ قرآن یا عالم دین بنانا چاہتا ہے تو وہ ان آیات کے ضمن میں نہیں آئے گا۔ غرضیکہ اگر ہم کسی نیک کام پر عمل پیرا نہیں ہیں تو بھی اُس کی دعوت دوسروں کو دے سکتے ہیں لیکن اُس پر عمل پیرا ہونے کی کوشش اور فکر ضرور کرنی چاہئے۔ چنانچہ مشہور محدث امام نوویؒ صحیح مسلم کی شرح میں تحریر کرتے ہیں کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والے کا خود عمل کرنا شرط نہیں ہے، بلکہ ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اچھی بات کی دوسروں کو تلقین کرتا رہے خواہ اُس اچھی بات پر خود عمل کر رہا ہو یا نہیں۔ اسی طرح دوسروں کو گناہوں سے بچنے کی ترغیب دیتا رہے خواہ وہ اُس گناہ میں خود مبتلا ہو یا نہیں، کیونکہ عمل کرنا اور دوسروں کو دعوت دینا دونوں الگ الگ ذمہ داریاں ہیں۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لئے خود بھی باعمل اور متقی ہونے کی شرط لازم نہ ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اپنی اصلاح کی فکر ضروری

نہیں ہے۔ ہرگز نہیں۔ قرآن وحدیث کی تعلیمات بتلاتی ہیں کہ خود کی اصلاح اور اپنے آپ کو گناہوں سے محفوظ رکھنا انتہائی ضروری ہے بالخصوص دعوت وتبلیغ اور وعظ ونصیحت کرنے والوں کو تو اس سلسلہ میں بہت زیادہ فکر کی ضرورت ہے۔ وعظ ونصیحت کرنے والے حضرات صحیح مسلم میں وارد اس حدیث کو ضرور پڑھیں اور بار بار اس کو اپنے مطالعہ میں رکھیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن ایک شخص کو لا کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا، ڈالتے ہی اُس کی آنتیں پیٹ سے باہر نکل پڑیں گی اور وہ آنتوں کے اطراف ایسا گھومنا شروع کرے گا جیسے کہ گدھا آٹے کی چکی کے اطراف گھومتا ہے۔ یہ حالت دیکھ کر جہنمی اس کے اطراف جمع ہو جائیں گے اور اُس سے کہنے لگیں گے۔ اے شخص! تجھے کیا ہو گیا ہے؟ تو تو دنیا میں اچھی باتیں پھیلاتا تھا اور بری باتوں سے لوگوں کو روکا کرتا تھا۔ وہ شخص کہے گا، ہاں میں تم لوگوں کو اچھی باتوں کے لئے کہتا تھا مگر خود اُن پر عمل نہیں کرتا تھا۔ اور بری باتوں سے تمہیں روکتا تھا اور خود انہیں میں مبتلا رہتا تھا۔ (مسلم۔ کتاب الزہد والرقائق۔ باب عقبہ من امر بالمعروف ولا یفعلہ۔۔۔) لہذا ہم سب کو چاہئے کہ ہم خود بھی احکام شرعیہ پر عمل کریں اور دوسروں کو بھی اللہ کی طرف بلائیں۔

دعوت وتبلیغ کی اہم ذمہ داری کو ادا کرنے کے طریقے:

ظاہر ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر یعنی دعوت وتبلیغ کی ذمہ داری مختلف طریقوں سے انجام دی جاسکتی ہے۔ صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین نے اپنے قول و عمل کے ذریعہ قیامت تک آنے والے انسانوں کے لئے قرآن وحدیث محفوظ فرما کر، مفسرین نے قرآن کریم کی تفاسیر لکھ کر، محدثین نے حضور اکرم ﷺ کی احادیث جمع کر کے، اہل سیر نے حضور اکرم ﷺ کی سیرت لکھ کر، مؤرخین نے اسلامی تاریخ تحریر کر کے، فقہاء نے قرآن وحدیث کی روشنی میں مسائل اخذ کر کے اور ان کو مرتب کر کے، مجاہدین نے اپنی جان کا نذرانہ پیش کر کے، داعی حضرات نے اپنی جان و مال و وقت کی قربانی دے کر، علماء کرام نے کتابیں تحریر کر کے، حفاظ کرام نے اللہ تعالیٰ کی کتاب کو اپنے دل میں محفوظ فرما کر، اساتذہ کرام نے طلبہ و طالبات کو قرآن وحدیث کی تعلیم دے کر، اہل خیر حضرات نے مساجد و مدارس اور دینی مراکز کے قیام کے لئے اپنا تعاون پیش کر کے، علماء حق نے اسلام مخالف طاقتوں سے مناظرہ کر کے، علماء امت نے بچے کی ولادت کے وقت کان میں اذان اور اقامت سے لے کر نماز جنازہ پڑھانے تک لوگوں کی دینی رہنمائی کر کے، خطیبوں نے اپنے وعظ ونصیحت کے ذریعہ، بزرگوں نے اپنی خانقاہوں کے ذریعہ اور صالحین نے لوگوں کے سامنے اخلاق کا اعلیٰ نمونہ پیش کر کے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی ذمہ داری کو بحسن خوبی انجام دیا۔ لیکن موجودہ دور میں اس ذمہ داری کو ادا کرنے میں مدارس نے جو کردار ادا کیا ہے وہ تاریخ کا ایک ناقابل فراموش حصہ ہے، اگر یہ کہا جائے کہ برصغیر میں مدارس اسلامیہ کے وجود کے بغیر علوم قرآن وحدیث کا فروغ ناممکن تھا تو بالکل مبالغہ نہ ہوگا۔ مدارس اسلامیہ نے مسلمانوں کو اسلامی تہذیب و تمدن پر قائم رہنے کی نہ صرف تلقین کی ہے بلکہ عمل کر کے اس کو محفوظ رکھنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ مسلمانوں کی خیر خواہی کے لئے مختلف ناموں سے چلنے والی جماعتوں اور تنظیموں میں بھی مدارس و علماء کا اہم رول ہے۔ انہی جماعتوں میں سے ایک جماعت تبلیغی جماعت کے نام سے موسوم ہے جو دراصل ایک تحریک ہے، جس کی بنیاد فاضل دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا محمد الیاسؒ نے امت مسلمہ کی اصلاح کے لئے مخلصانہ کوشش کرتے ہوئے دعوت وتبلیغ کی محنت کرنے کے لئے ڈالی، جس کی ایثار و قربانی کی

بظاہر کوئی نظیر اس دور میں نہیں ملتی، اور یہ جماعت ایک مختصر عرصہ میں دنیا کے چپہ چپہ میں پھیل چکی ہے۔ ویسے تو ہمیں ہر وقت داعی بن کر زندگی گزارنی چاہئے، اور ہر جگہ ہمیں اپنے قول و عمل سے لوگوں کو دین اسلام کی طرف بلانا چاہئے، لیکن چونکہ عمومی طور پر اب ہماری زندگی دن بدن منظم ہوتی جا رہی ہے، چنانچہ اسکول، کالج اور یونیورسٹی حتیٰ کہ مدارس اسلامیہ میں بھی داخلہ کا ایک معین وقت، داخلہ کے لئے ٹیسٹ اور انٹرویو، کلاسوں کا نظم و نسق، پھر امتحانات اور ۳ یا ۵ یا ۸ سالہ کورس اور ہر سال کے لئے معین کتابیں پڑھنے پڑھانے کی تحدید کر دی گئی ہے۔ اسی طرح اپنی اور بھائیوں کی اصلاح کے لئے کوئی وقت متعین نہیں ہونا چاہئے، لیکن تعلیم و ملازمت و کاروبار غرضیکہ ہماری زندگیوں کے منظم شیڈیول کو سامنے رکھتے ہوئے اکابرین امت نے اس دعوت و تبلیغ کی محنت کے لئے بھی وقت کی ایک ترتیب دے دی ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضرت مولانا محمد الیاسؒ کی فکر سے وجود میں آنی والی اپنی اور بھائیوں کی اصلاح کی کوشش مجموعی طور پر بے شمار خوبیاں اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ اللہ تعالیٰ اس تحریک کی حفاظت فرما اور اس تحریک کے ذریعہ ہوئی لاکھوں لوگوں کی اصلاح کو قبول فرما۔ بعض حضرات کا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ذمہ داری کو ادا کرنے کے لئے صرف ایک ہی طریقہ کو صحیح سمجھنا، غلط ہے، بلکہ اس ذمہ داری کو ادا کرنے کے لئے مختلف طریقے استعمال کئے جاسکتے ہیں، ہاں یہ بات مسلم ہے کہ انبیاء کرام نے اپنے اپنے زمانہ میں لوگوں کے پاس جا جا کر ہی انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا ہے۔

غیر مسلموں میں دعوت و تبلیغ کرنے کی ذمہ داری:

یقیناً ہمیں غیر مسلموں میں بھی حکمت و بصیرت کے ساتھ دعوت و تبلیغ کا کام کرنا چاہئے۔ لیکن اس سلسلہ میں پوری امت مسلمہ کی طرف سے کوتاہی ہو رہی ہے، خاص کر ہم ہندوستان میں رہ کر اسلام کے محاسن و خوبیاں غیر مسلموں کو بیان نہیں کر سکے۔ غیر مسلم حضرات ہمیں مسلمان تو سمجھتے ہیں لیکن مذہب اسلام کا تعارف تک ہم ان کے سامنے پیش نہیں کر سکے۔ وہ اذان تو سنتے ہیں، لیکن اذان کے کلمات کے معنی ہم ان کو نہیں بتا سکے۔ ہم ان کو رب العالمین کا پیغام تو درکنار صرف سورۃ الفاتحہ کا ترجمہ تک نہیں پہنچا سکے، رحمۃ للعالمین کی زندگی کا اسوہ تو درکنار آپ ﷺ کی زندگی کے مختصر احوال بھی ہم ان کو نہیں بتا سکے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنی چاہئے اور حکمت و بصیرت کے ساتھ اس سلسلہ میں کچھ نہ کچھ قدم ضرور بڑھانا چاہئے، مثلاً دین اسلام سے متعلق کتابیں اور پمفلٹ ہندی اور انگریزی میں بھی ترتیب دئے جانے چاہئیں تاکہ غیر مسلم حضرات بھی استفادہ کر سکیں۔ اس کے لئے سوشل میڈیا کا استعمال بھی انتہائی مفید ہوگا۔ وقتاً فوقتاً ایسے پروگرام منعقد کئے جائیں جن میں مسلمانوں کے ساتھ غیر مسلم حضرات کو بھی مدعو کیا جائے، اور جو حضرات غیر مسلموں میں دعوت و تبلیغ کا کام کر رہے ہیں مثلاً جناب عمر گوتم صاحب اور مولانا کلیم صدیقی صاحب، ان کی جان و مال و وقت کے ذریعہ یا کم از کم ان کی تائید کر کے ان کی نصرت کے لئے ہمیں کھڑا ہونا چاہئے۔ ہاں اس حقیقت کا ہم انکار نہیں کر سکتے ہیں کہ امت مسلمہ کے افراد کی دین سے دوری بھی غیر مسلموں میں دعوت و تبلیغ کا کام کرنے میں رکاوٹ بنی ہے۔ غیر مسلموں کی اچھی خاصی تعداد نے ہمارے اسلاف کے قول و عمل اور ان کے اخلاق سے متاثر ہو کر ہی دین اسلام کو قبول کیا تھا، جس کے لئے تاریخ شاہد ہے۔ آج بھی نو مسلم حضرات زیادہ تر ہمارے اخلاق سے ہی متاثر ہو کر اسلام قبول کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی اصلاح کے ساتھ غیر مسلموں میں بھی دعوت و تبلیغ کا کام کرنے والا بنائے۔ آمین۔

دعوت و تبلیغ کے لئے مختلف زبانوں اور نئی تکنولوجی کا استعمال:

ہر دور کے علماء کرام نے اپنے اپنے زمانہ کے جائز طریقہ کو دین اسلام کی خدمت کے لئے اختیار کیا ہے۔ لہذا دعوت و تبلیغ کے لئے انبیاء کرام کی محنت کے قدیم طریقہ کو باقی رکھتے ہوئے، عصر حاضر میں نئی تکنولوجی (مثلاً ویب سائٹ، ایمیل، فیس بک، یوٹیوب، واٹس اپ وغیرہ) کا بھی استعمال کیا جانا چاہئے، اور علماء کرام کو چاہئے کہ قرآن و حدیث کا پیغام دوسروں تک پہنچانے کے لئے دیگر زبانوں مثلاً انگریزی اور ہندی کا بھی استعمال کریں۔

دعوت و تبلیغ اور ہم:

آج ہم اپنی اولاد اور گھر والوں کو بھی برائیوں سے روکنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اب تو حال یہ ہو گیا ہے کہ دوسروں کو کیا سمجھائیں خود ہی متعدد گناہوں میں مبتلا ہیں۔ ایمان کے بعد سب سے اہم فریضہ (نماز) کو اولاد پڑھنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ قرآن کریم کی تلاوت کے لئے ہمارے پاس وقت نہیں ہے۔ دین اسلام کی خدمت کے لئے کاروبار سے فرصت نہیں ملتی۔ معمولی معمولی بہانے سے گھر والے روزے چھوڑ دیتے ہیں۔ بچیاں بے پردہ اسکول اور کالج پڑھنے جاتی ہیں۔ ٹی وی اور انٹرنیٹ کے ذریعہ بے حیائی اور عریانی کے پروگرام دیکھے جاتے ہیں۔ حالانکہ قرآن و حدیث کی روشنی میں ہم پر یہ فرض ہے کہ ہم اپنی استطاعت کے مطابق اپنے ماتحت لوگوں کی اصلاح کی کوشش اور فکر کریں۔ جس طرح ہم ان کی دنیاوی ضرورتوں کو پورا کرنے کی فکر کرتے ہیں، اس سے زیادہ ہمیں اپنے گھر والوں کی اصلاح کی کوشش کرنی چاہئے۔ اسی طرح وہ حضرات جن کے ساتھ ہم دنیاوی زندگی کی تگ و دو میں لگے رہتے ہیں، ان کی آخرت کی فکر کرنا ہمارا دینی و اخلاقی فریضہ ہے۔ یاد رکھیں کہ اگر ہم اپنی ذات سے تو دین پر چلے لیکن ہم نے اپنے گھر والوں، محلّہ والوں، دوست و احباب و متعلقین اور اسی طرح ان حضرات کی آخرت کی فکر نہیں کی جن کے ساتھ مل کر ہم دن رات اپنی دنیاوی زندگی کو بہتر بنانے کی کوشش کرتے ہیں، تو ہماری اپنی ذاتی نیکیوں کے باوجود آخرت میں پکڑ ہوگی۔ لہذا صرف اپنے آپ کو سدھار لینا کافی نہیں ہے بلکہ دوسروں کی اصلاح کی بھی فکر کرنا اس امت کے ہر ہر فرد کے ذمہ ہے۔ ظاہر ہے کہ ہر شخص اپنی صلاحیت اور استطاعت کے بقدر ہی مکلف بنایا گیا ہے اور ہدایت دینا ہمارے اختیار میں نہیں ہے، اللہ جس کو چاہے گاہدایت دے کر نیک اعمال کی توفیق دے گا، ہمیں تو اخلاص کے ساتھ اپنی اور بھائیوں کی اصلاح کی کوشش و فکر کرتے رہنا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب محمد ﷺ کو مخاطب کر کے ارشاد فرماتا ہے: (اے محمد!) اپنے گھر کے لوگوں پر نماز کی تاکید رکھو اور خود بھی اس پر جمارہ۔ (سورہ طہ ۱۳۲) حکیم لقمانؑ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا جس کو اللہ رب العزت نے اپنے پاک کلام میں ذکر فرمایا ہے: يَا بُنَيَّ اَقِمِ الصَّلَاةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَاَنْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاَصْبِرْ عَلٰی مَا اَصَابَكَ، اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ بیٹا! نماز قائم کرو، اور اپنی ذات سے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کے ساتھ معاشرہ کی اصلاح کی کوشش کرتے رہنا یعنی اس بات کی فکر کرنا کہ سارے انسان اللہ کو مان کر، اللہ کی مان کر زندگی گزارنے والے بن جائیں اور دین پر چلنے اور اس کو دوسروں تک پہنچانے میں جو مشکلات سامنے آئیں ان پر صبر کریں۔

اللہ تعالیٰ مجھے، آپ سب کو اور تمام مسلمانوں کو اپنی ذات سے احکام شرعیہ پر عمل کے ساتھ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی ذمہ داری کو بحسن خوبی انجام دینے والا بنائے اور ہم سب کو دونوں جہاں کی کامیابی و کامرانی عطا فرمائے، آمین، ثم آمین۔

محمد نجیب قاسمی سنہ ۱۴۳۸ھ (www.najeebqasmi.com)